بیرونی دوروں سے اجتماعی قومی دورے تک

تحریر: سہیل احمد لون

وزیراعظم میاں نواز شریف کے غیر ملکی دوروں کی برق رفتاریاں دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عنقریب وہ افتخار چوہدری کے سوموٹو ایکشن لینے کے قومی ریکارڈ کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ڈیڑھ برس میں پچیس غیر ملکی سرکاری دورے ''نہایت سادگی'' سے صرف اس نیت سے کرنا کہ ''سرمایہ کاری'' میں اضافہ ہوگا، یہ سب کچھ ''عوام کا درد'' رکھنے والا وزیراعظم ہی کر سکتا ہے۔ گونگے کی رمز کو گونگے ہی سمجھ سکتے ہیں اسی طرح طوفانی دوروں سے سرمایہ کاری لانے کا فارمولہ صرف سرمایہ دار ہی سمجھ سکتا ہے۔ غیر سرمایہ دار غریب عوام کے پاس سر تو ہے مگر مایا نہیں۔ گزشتہ دوروں سے میاں صاحب کا یہ دورہ اس لحاظ سے ضرور اہم ہے کہ اس میں ان کو برطانوی ہم منصب ڈیوڈ کیمرون سے ون ٹو ون ملاقات کا موقع ملا۔ اس کے ساتھ افغان صدر سمیت مل کر 10 ڈاؤننگ سٹریٹ میں ناشتہ کرنے کا موقع بھی۔

وطن عزیز میں 10 نمبری ہونا ایک منفی علامت ہے مگر فٹبال اور کرکٹ میں 10 نمبر شرٹ کو ایک iconic حیثیت حاصل ہے۔

ڈیگو میراڈونا، لیونال میسی بوم بوم آفریدی اور سچن ٹنڈلکر جیسے عظیم کھلاڑیوں کی شرٹ کا نمبر 10 رہا ہے۔ مادرِ جمہوریت برطانیہ کا وزیراعظم بھی 10 ڈاؤننگ سٹریٹ لندن میں ہوتے ہیں۔ جہاں لوگ سرمایہ کاری کرنے یا سرمایہ لینے کی غرض سے آتے ہیں وہاں کے وزیراعظم ہاؤس کے مین ڈور کا سائز اتنا ہے کہ اس کے آگے گلو بٹ کو کھڑا کر کے دیا جائے تو دروازہ نظر نہیں آئے گا، ویسے اندر سے بھی اس کا سائز دروازے کی طرح چھوٹا ہی ہے۔ ایک سرمایہ دار ملک کے سربراہ کے ناشتے کی میز سے فارغ ہونے کے بعد کچھ احباب نے اسے بی گالہ کی ناشتے کی میز سے تشبیح دی۔ گزشتہ دنوں ایک غیر سرمایہ دار ملک کے سرمایہ دار وزیراعظم نے سابقہ صدر کے اعزاز میں عشائیہ دیا جس میں سولہ اقسام کے سلاد سمیت 72 کھانے کی ڈشز تھیں۔ سابقہ صدر کو سڑکوں پر گھسیٹنے اور چوک میں الٹا لٹکانے کی باتیں نہ کیں ہوتیں تو ڈشوں کی تعداد ڈبل بھی ہو سکتی تھی۔ میاں صاحب عوام کے لیے سرمایہ لینے کی بجائے اپنی آنکھوں میں یہاں سے کچھ اچھی باتیں ہی سرما سمجھ کر لیں جاتے تو عوام کو ٹھنڈ پڑ سکتی تھی۔ میاں صاحب جمہوریت کی باتیں تو کرتے ہیں تو کیا وہ جمہوری یعنی عوامی لیڈر بننے کی کوشش کر سکتے ہیں؟ اس کے لیے سب سے پہلے تو اپنی سیاسی جماعت کے آگے سے (نون) کا لفظ ہٹانا چاہیے۔ سیاسی جماعت اگر جمہوری ہے تو اس میں کسی فرد یا خاندان کا نام ساتھ لگانا جمہوریت کے منافی اور متصادم ہے۔ سرمایہ داری کے علاوہ اگر میاں صاحب ہر دورے میں صرف ایک اچھی چیز جس سے عوام کو فائدہ ہوتا ہوا اپنے ساتھ وطن عزیز میں لے جاتے تو آج نابینا حضرات کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے وہ دیکھنے کو نہ ملتا۔ برطانیہ میں نابینا افراد ہاؤس آف کامنز میں ممبر آف پارلیمنٹ بنے ہیں، فیصل آباد (گوجرہ) سے ڈاکٹر ماجد علی عامر جو سیکنڈ ائیر میں بینائی سے محروم ہو گئے مگر انہوں نے ہمت نہ ہاری وہ پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کرنے کے بعد برطانیہ تشریف لائے اور ایل ایل بی آنرز اور ایل ایل ایم (لندن) امتیازی نمبروں سے پاس کرنے کے بعد دنیا کے پہلے نابینا شخص بنے جنہوں نے سول لاء میں پی ایچ ڈی

کرنے کے علاوہ بیرسٹر ہونے کا اعزاز بھی ہے۔ وہ بڑے فخر سے اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں مگران کا ماننا ہے کہ اگران کو برطانیہ میں آنے کا موقع نہ ملتا تو وہ کبھی اتنی ترقی نہ کرپاتے۔ کیونکہ یہاں عام انسانوں کی طرح معذورافراد کے لیے بھی برابر کے مواقع مہیا کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے ڈاکٹر ماجد علی عامراس وقت بھی امیگریشن جج کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے پاکستان میں نابینا افراد کے لیے لائبریری بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ نابینا افراد کے پڑھنے کے لیے کچھ مخصوص مشینیں انھوں نے کسی چیریٹی کمپنی سے عطیہ کے طور پر لیں مگر کئی ماہ گزرنے جانے کے بعد آج بھی ان مشینوں کو پاکستان نہیں بھجوا سکے۔ پاکستان کے برطانیہ میں سابقہ ہائی کمشنر واجد شمس الحسن اور گورنر پنجاب محمد سرور نے ان سے وعدے کیے مگر اس کے باوجود آج تک وہ مشینیں ساؤتھ ہال میں کسی سیاح کا انتظار کر رہی ہیں جو پاکستان کی سیاحت کو جاتا ہوا یہ مشینیں بھی ساتھ لے جائے مگرافسوس برطانیہ سے لوگ سیاحت کیلئے جاتے ہیں اور پاکستان میں گورنر تعینات ہو جاتے ہیں۔ نابینا افراد کی اگر اتنی فکر ہوتی تو لاہور میں ان پر پولیس گردی نہ ہوتی۔ احتجاج کرنے والے نابیناؤں میں پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم کے کپتان عبدالرزق بھی شامل تھے۔ پاکستانی بلائنڈ کرکٹ ٹیم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ تین میں سے 2 عالمی کپ میں فاتح بنی اور ایک بار رنر اپ، اس کے علاوہ واحد ٹی ٹونٹی ورلڈ کپ میں بھی رنر اپ رہی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیلنٹ ہمارے بینا اور نابینا سب میں ہے فرق صرف اتنا ہے کہ بینا تشدد کرنا جانتے ہیں اور نابینا تشدد سہنا۔ لاہور میں نابینا افراد پر تشدد کرنے والے ڈی ایس پی عبداللہ جان کو جمناسٹر ہونے کی وجہ سے میاں شہباز شریف نے اے۔ ایس۔ آئی بھرتی کروایا تھا سو پنجاب کی یہ بھرتی ''میاں بھرتی'' کے نام سے پنجاب پولیس میں مشہور بلکہ بدنام ہے سو اِن کا شاہ سے زیادہ شاہ کا خیر خواہ ہونا فطری عمل ہے۔

تھر میں چند دنوں میں 63 بچے بھوک نے نگل لیے مگر جمہور سے انتقام لینے والوں پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ تعجب ہے کہ پاکستانی زرعی ملک ہے اور لوگ فاقوں سے مر رہے ہیں، گیس کے ذخائر سے مالا مال ہیں مگر سردیوں میں چولہے ٹھنڈے پڑے ہیں۔ خالص جمہوریت میں احتجاج عوام کا بنیادی حق ہے، اصلی جمہوری معاشروں میں جہاں پرامن احتجاج کرنے والوں پر ڈنڈے نہیں برسائے جاتے۔ نابینا افراد پر پولیس گردی، ماڈل ٹاؤن سانحہ کے بعد دوسرا شرمناک واقعہ ہے جو موجودہ حکومت کے دور میں اہلیان لاہور کو دیکھنے کو ملا ہے۔ ویسے نون لیگ کے ہر دور میں پولیس گردی اور پولیس مقابلے عروج پر رہے ہیں۔ ڈاکٹر، نرس، وکلاء، صحافی، اساتذہ وقصائی، مزدور اور دیگر سیاسی ورکرز ان کی وحشت کا نشانہ بن چکے ہیں۔ کاش! میاں صاحب بیرونی دوروں میں سرمایہ کاری کی بجائے پاکستان میں سستا اور آسان عدل وانصاف کا نظام، سادہ طرز زندگی گزارنے، تعلیم وصحت کا یکساں نظام، بغیر میٹرو بس اور فلائی اوورز کے لندن وغیرہ کے آئیڈیاز بھی لے آتے تو انہیں پاکستانیوں سے آنکھ ملاتے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ کہیں کوئی ''گو نواز گو'' کا نعرہ نہ لگا دے۔ جو حکمران عوام کی پروا نہ کرے اور اس کی عزت نہ کرے تو بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ عوام میں اس کی مقبولیت برقرار رہے؟ بدقسمتی سے میاں صاحب کے گرد ایسا ٹولہ ہے جو ان کو ایسے کام ہی نہیں کرنے دیتا جس سے عزت بننے یا کم از کم عزت بچنے کا موقع پیدا ہو سکے۔ اگر میاں صاحب عزت بچانی ہے تو جمہوری ممالک کے دوروں سے کوئی اچھا سبق سیکھ کر عوام کی بہبود کے لیے کچھ کرنے کی صدق دل سے کوشش کریں۔ مگر المیہ یہ ہے کہ جب وہ وطن عزیز پہنچتے ہیں تو ان پر صرف سعودی عرب کا شاہی دورہ حاوی ہو جاتا ہے اور طرز سیاست بھی وہی اپنا لیتے ہیں ورنہ جمہوری ممالک

میں تو بصارت رکھنے والے پر تشدد کا نہیں سوچا جا سکتا چہ جائیکہ نابینا افراد پر اُن کے عالمی دن کے موقع پر بدترین پولیس تشدد کروایا جائے لیکن جہاں پوچھنے والا کوئی نہ ہو' جہاں سوموٹو اپنے اہمیت کھو چکے ہوں' جہاں عوام ریاستی امور سے لاتعلق ہو جائیں تو پھر ہمیں افلاطون کی اس بات کی طرف لوٹنا پڑے گا جس نے کہا تھا کہ ''جب تم ریاستی امور سے لاتعلق ہو جاتے ہو تو پھر تم سے کمتر لوگ تم پر حکمرانی کرتے ہیں''۔ پاکستان عوام کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ آج تک اُن پر حکمرانی کرنے والے حب الوطنی سے لے کر ایثار تک ہر جذبے میں اُن سے کمتر اور حقیر تھے۔اب حالات نئی کروٹ لے رہے ہیں' پاکستان کے نوجوانوں کو ڈی فیوز کرنے کی سازش کامیاب ہو چکی ہے۔انقلاب رد انقلاب میں بدل چکا ہے۔چند سرپھرے رہ گئے ہیں جو آنے والے دنوں میں عمران کے حکومتی مذاکرات کی صورت میں انفرادی موت مرتے نظر آئیں گے۔وزیراعظم کے بیرونی دوروں کی رفتار اگر یہی رہی تو کچھ بعید نہیں کہ کسی روز پاکستانی قوم کو اجتماعی دورہ پڑ جائے لیکن شاید قوم اس کیلئے بھی تیار ہے ورنہ نابینا افراد پر تشدد سیاسی نہیں اخلاقی مسئلہ تھا جس پر سیاسی جماعتوں کی وابستگی سے بالاتر ہو کر سب کو نکلنا چاہیے تھا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

05/12/2014.